الصلوٰة معراج المؤمن

الصلوٰة باهر الحسنات

۱۳۱۵

در مطبع گلزار ابراهیم
طبع شد

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِن

نام تاریخی

الصلوٰۃ باھر الحسناۃ

۱۳۱۵ھ

مولفہ سید فاروق علی بخاری نقوی وظیفہ خوار سرکار نظام حیدرآباد دکن

واسطے فائدہ ہر خاص و عام بھائی مسلمانوں کے۔

مطبع گلزار ابراہیم واقع بازار شیدی عنبر مین طبع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَہْلِبَیْتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ کے بعد بیچمدان ژولیدہ بیان بلید الذہن مرکز ہیچ دمحن سید فاروق علی بخاری نقوی حنفی خادم حضرت مولانا و مرشدنا حافظ سید عبد الصمد صاحب قبلہ کمال عجز و انکسار کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ اللہ جلشانہ و عم نوالہ نے اپنی کتاب نعم الاکتساب مین فرمایا ہے۔ حافظوا علی الصلوات یعنی حفاظت کرو نمازون پر اور فرمایا وَاْمُرْ اَہْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا (اور حکم کرو اپنے گہر والون کو نماز کا اور صبر کرو اسپر) اور اوقات نماز اس آیۂ شریفہ کے موافق مقرر ہوگئے ہین۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی (اور تسبیح کر ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے پہلے نکلنے سورج کے اور قبل اوسکے ڈوبنے سے اور گہڑیون مین رات کی پس تسبیح کر کنارے دن کے شاید کہ تو راضی ہو) اور اہل تفاسیر نے قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا سے صلواۃ فجر و عصر کو لیا ہے۔ و من آناۗئ اللیل سے مغرب و عشا اور اطراف النہار سے نماز ظہر قرار دیئے تاپنج وقت کی نماز امت محمدی پر فرض ہوئی اور فرض اوسکو کہتے ہین جو خداوند عالم نے حکم کیا ہے اوسکو بلا عذر وقت معین پر بجالانا۔ اور فرض و واجب مین یہ فرق ہے کہ فرض حکم قطعی سے اور واجب حکم ظنی سے ثابت ہوتا اور سزا دونون کی ترک پر مقرر ہے اور فرائض مین مقدم نماز ہے بلکہ تمامی عبادات پر

نماز اقدم ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے - اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ (تحقیق نماز باز رکھتی ہے بیحیائی اور نامعقول باتون سے) تفصیل مختصر اسکی اسطرح سمجھو کہ شیطان کو انسان پر قادر ہو جانیکے لئے اصل مین تین وجوہ ہین - شہوت - غضب - ہوا - پس شہوت بہیمیہ اور غضب سبعیہ ہے اور ہوا شیطانیہ ہے شہوت کیوجہ سے آدمی اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور غضب کی وجہ سے اپنے غیر پر ظلم کرتا ہے اور ہوا کیوجہ سے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کیطرف اوسکا ظلم پہونچتا ہے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے - اَلظُّلْمُ ثَلَاثَۃٌ - یعنی ظلم تین ہین اونمین سے ایک ظلم نہ بخشا جائیگا اور ایک ظلم نہ چھوڑا جائیگا اور ایک ظلم محتمل ہے کہ اوس سے درگذر ہو جائے وہ ظلم جو نہ بخشا جائیگا شرک باللہ ہے اور جو ظلم نہ چھوڑا جائیگا حق تلفی عباد ہے اور وہ ظلم کہ جسکی بخشش ممکن و محتمل ہے وہ انسان کا اپنے نفس پر ظلم کرنا ہے پس شرک پیدا ہوتا ہے ہوا سے اور اتلاف حقوق عباد پیدا ہوتا ہے غضب سے اور عصیان یعنی اپنے نفس پر ظلم کرنا پیدا ہوتا ہے شہوت سے اب واضح ہو کہ اس آیہ کریمہ مین - فحشاء سے مراد آثار شہوت ہین اور منکر سے مراد آثار غضب ہین اور بغی آثار ہوا ہین اسلئے فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ نماز ان تینون امور سے روکتی ہے یہ وجہہ ہے نماز کے تمامی عبادات پر مقدم اور اقدم ہونیکی - اوامر اور نواہی ارکان دین سے ہین انبیا علیہم السلام کو پروردگار نے اسیکے اجرا کیواسطے دنیا مین بھیجا اگر کوئی بے عذر اوسکو ترک کرے تو گنہگار ہوا اور حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص عمداً نماز چھوڑ دے وہ کافر ہے اور بعض علمانے تارک الصلوٰۃ کو قتل کرنیکا فتویٰ دیا ہے - اور فرمایا حقتعالےٰ نے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّۃٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی لازم ہے کہ تم مین ایک گروہ کا پیشہ ہو کہ لوگونکو خیر کیطرف بلائین اور اچھے کامونکا حکم دین اور برے کامون سے روکین اور جہان برا کام اور بیجا حرکت ہوتی ہو وہان نہ بیٹھے اور جفا کار ان

سے نہ ملے حالانکہ اس زمانہ مین حکم الٰہی کے برعکس تمام معاملات نظر آتے ہین نیک کامون
سے بھاگتے ہین بُرے کامون کی طرف دوڑتے ہین صالح سے نفرت طالح سے رغبت کرتے ہین
نماز کے نام سے ڈرتے ہین مسجدونکی شرکت پر نہین نکلتے نمازیون سے نہین ملتے اوقات
نماز پر گھرون سے نہین نکلتے انتہا یہ ہے کہ مسجدون مین فیصدی پانچ آدمی بھی نظر نہین آتے
اور جو شریک نماز ہوتے ہین وہ بھی غربا غربا کو کسیقدر دین کیطرف میلان ہے اور اُمرا کو دنیا کی جانب
رجحان ہے بدیہی دیکھا جاتا ہے کہ عمائد صبح و شام کو بجائے غذا کے سوا کھاتے ہین اور سیر نہین ہوتے
سواری یا دبھاری پر چلے جاتے ہین اذان کی آواز سنتے ہین اور کچھہ خبر نہین ہوتے۔ اگلے
زمانہ کے لوگ صدائے اذان کو صدائے صور یوم النشور سمجھتے تھے اور خوف کے مارے جسم اونکے کانپ
اوٹھتے تھے اور رونے لگتے تھے اور فوراً ادائے نماز کیواسطے آمادہ وتیار اور یاد الٰہی مین بیقرار
ہوجاتے تھے اور اب تو سواری کی تیز رفتاری رُکنا اور راکب کا نماز کے لیے اوترنا کیسا۔ اَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ۔ پر عمل کرنا کیجانتے تعیش مین ایسے سرشار کہ خدا کا نام لینا دشوار گاڑی سے اوترنا
ناگوار جسکو دیکھو۔ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ (دنیا ناپاک) کا طلبگار موذن کی صدائے اذان کو بے ہنگام
کہنا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ یعنے تحقیق انسان نقصان مین ہے) اسکا مطلب سمجھنا اونکا
ادنی کام ہے غرض کہ اہل مقدرت کو نفس نے اپنا مطیع کرلیا ہے اور غربا کو افلاس نے گھیر لیا ہے
اونکو عشرت سے فرصت نہین انکو معیشت سے فراغت نہین اہل ثروت کا کام ہوا کھانا رنگین
پانی پینا اور مفلسین کا کام بھیک مانگنا یہانتک ترقی پاگیا ہے کہ یہ دونون گروہ اپنی آفرینش
اسی کام کے انجام دینے کو سمجھتے ہین اور اسکا خیال نہین کہ سورہ مائدہ مین اللہ نے فرمایا ہے
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ
عَمَلِ الشَّیْطَانِ یعنی اے ایمان والو بیشک شراب اور جوا اور فال ناپاک ہے اور کامون

ہے شیطان کے۔ یہی شراب اور قمار ایسی چیزین جس سے آخر مین باہم عداوت ہو جاتی ہے اور یہی روکتی ہین انسان کو اللہ کے ذکر و نماز سے پس اوس سے باز آو قران مجید مین صاف ارشاد ہے۔ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ اور تفسیر موضح القران مین ہے کہ جو چیز ایسی سڑائی جاے جو نشہ لاے وہ تھوڑی ہو یا بہت حرام اور نجس ہے اور یکطرفہ شرط جائز ہے اور جو کھیل بغیر شرط کے ہو وہ قمار نہین مگر فعل شیطانی ضرور ہے اور جو سڑائی نہ گئی ہو مگر نشہ ہو وہ نجس نہین لیکن حرام ہے پس جو لوگ منہیات کے عادی ہون وہ۔ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا پر کیونکر توجہ کرین اور احکام خدا او رسول کو کیسے مانین کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے اس معاملہ مین جو غور کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ مین خلاف عادت آبا و اجداد و مسلمین متقدمین ہماری قوم مین یہ اثر کہان سے آیا تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی پڑھنے اور انگریزونکی صحبت سے کہ علوم مذہبی کا پڑھنا پڑھانا بالکل بند ہو گیا عقائد کی بے خبری نے یہ وقت سیاہ دکھایا کہ نہ نماز کی خبر نہ روزہ کا اثر اس زمانہ مین نہ مذہبی تعلیم ہوتی ہے نہ اہل مذہب سے صحبت رہتی ہے پھر وہ اس آیہ کریمہ کے مطلب کو کیا سمجھین۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (پس وائے ہے واسطے ان نمازیونکے جو اپنی نماز سے بے خبر ہین) لہذا مین یہ مختصر رسالہ جسکا تاریخی نام۔ الصلوۃ باھر الحسنات ۱۳۱۵ھ ۔ رکھا ہے سلیس اردو مین تحریر کرتا ہون تاکہ عام فہم ہو اب سمجھو کہ انسان کو کسی چیز کی خوبی اور برائی اوسوقت تک نہین معلوم ہوتی جب تک اوسکا تجربہ نکرے اور تجربہ جب ہوتا ہے جب اوسکام کو کرے اور وہ کام کب ہوتا ہے جب اوسکی طلب ہو اور جسنے اوسکی طلب نکیا گویا اسوجہ سے کہ وہ طلب سے ماہر ہی نہ تھا اور ماہر نہونا اس سبب سے ہوتا ہے کہ غور نکیا اور جسمین غور

نکیا جائے اوسکا حسن قبیح نہین معلوم ہوتا جیسے بعض چیزین جو طبیعت کے موافق ہین
اوسکو آدمی خود بخود پسند کر لیتا ہے مگر غور نکرنے سے اوسمین نیک و بد کی تفریق نہین
ہوتی جیسے قوت باصرہ کا خاصہ ہے کہ خوبصورتی اور سبزہ اور آب روان کو مرغوب رکھتی
ہے اور رغبت کا کلیہ ہے استحصال - عام اس سے کہ جائز طور پر ہو یا ناجائز طریق سے یہ
خلاف غور کے ہے کیونکہ اللہ جلشانہ نے سوا حواس خمسہ کے جنکے ظاہری لذائذ پر انسان جان
دیتا ہے ایک قوت درّاکہ جسکو عقل اور روح بھی کہتے ہین نوع انسان کو عطا فرمائی ہے
جس سے انسان بمقابل اور حیوانات کے ممتاز ہے اور اوسکے مدرکات حواس خمسہ کے
مدرکات سے علیحدہ ہین اور اہل بصیرت اوسکی تکمیل مین مصروف رہتے ہین اور تکمیل
روح کے اسباب یہ ہین کہ اون امور سے جن سے نقص پیدا ہوتا ہے اعراض کرکے
اون اسباب کا جویا رہے جس سے تکمیل قوت درّاکہ کی ہوتی ہے (چنانچہ ہم کتاب مبشر الاخلاق
مین بہت تفصیل سے ان امور کو لکھ چکے ہین) اور وہ کیا ہے (پابندی اوامر و نواہی) جسکو
شارع نے ارشاد فرمایا اور جو شخص اس تکمیل کیطرف متوجہ ہوتا ہے اوسکو اہل بصیرت کہتے
ہین جسکی بسم اللہ نماز ہے اور نماز کی ابتدا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ سے ہے جو سراپا عظمت اور برکت اور
بصیرت پر دال ہے چنانچہ حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے بصر کے مقابلہ مین
ارشاد فرمایا ہے کہ میری آنکھون مین روشنی نماز سے ہوتی ہے اور مراد روشنی سے تکمیل
روح ہے جو علائق دنیوی کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے - اور نماز مین جسوقت تک
آدمی مشغول رہتا ہے تمام تعلقات دنیوی سے علیحدہ رہتا ہے اسلئے نماز باعث تکمیل روح
و روشنی چشم ہوئی پس جو شخص آدم صورت اور بہائم سیرت ہو وہ دل کی کیفیت اور غور
کے نتیجہ کو کیا جانے خواہ مخواہ ظاہری چیزون مین جو خوبی دیکھیگا اوسکی طرف مائل ہوگا

اور کہیگا کہ جو امور باطنی ہین جیسے نماز کے اسرار جنکے دیکھنے سے چشم سر مجبور ہے اوسپر ہم یقین کیونکر لائین اسکا جواب یہ ہے کہ نیکی اور نیک نامی ایسی پر اثر چیز ہے کہ بغیر دیکھے ہوے نیکوکار کے لوگ مشتاق ہوجاتے ہین اور زبان خیر سے اوسکو یاد کرتے ہین - اسیطرح خالق آسمان و زمین اور انبیاے مرسلین کو اس زمانہ کے لوگون نے نہین دیکھا مگر ان کے اخبار اقتدار اور فیوض پائدار نے جنکے کتب سماوی شاہد ہین جمہور انام کو مطیع و منقاد کردیا پس جس شخص کو عقل ہوگی وہ باطنی جمال کا ضرور مقر ہوگا کیونکہ وجیہہ آدمی کو بوجہہ رنگ و روپ کے خوبصورت نہ کہینگے تاوقتیکہ وہ علم و سخاوت وغیرہ سے آراستہ نہو اوریہی سبب ہے کہ اہل اسلام ابوجہل اور یزید کو بوجہہ بداعمالی بُرا جانتے ہین اور اہلبیت اور صحابہ کو بسبب نیکوکاری کے دوست رکہتے ہین اور یہ تفریق غور کرنے سے ہوئی - اور یہ بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جب آدمی سختی دہوپ سے گہبراتا ہے تو درخت کے سایہ مین آتا ہے پہر درخت کو دوست نہ رکہنا بالکل کفران نعمت ہے اور وہ درخت یہی نماز ہے کیونکہ انسان جب کسی مصیبت مین مبتلا ہوجاتا ہے تب نماز پڑہتا ہے دعاے مخلصی مانگتا ہے تو نماز درخت اور دعا اوسکا سایہ ہے اب انسان کو چاہیے کہ زمین و آسمان اور حیوانات و نباتات وغیرہ مین ذرا غور کرے اور دیکہے کہ کل مخلوق اپنے اپنے نوع مین کسطرح نماز پڑہتے ہین یا تسبیح کرتے ہین

ہر گیاہے کہ از زمین روید	وحدہ لاشریک لہ گوید

نماز ہی وہ چیز ہے جس سے انسان صاحب کمال ہوتا ہے اسکی بدولت حق کا جمال دیکہتا ہے نماز کے آگے دنیا کے سب عمدہ اور مرغوب چیزین نمازی کی نظر مین ذلیل و خوار

ہو جاتی ہین نماز ہی اوسکے جمال مین مستغرق کرکے عاشق بنا دیتی ہے اور تمام علوم
اشرف حق تعالے کی معرفت ہے اور نماز پہلا زینہ اوسکی محبت اور اخلاص کا ہے اسی نماز
سے عیب و نقصان اور خباثت اخلاق معلوم ہوتے ہین نماز ہی انسان کو مقبول خدا
اور محبیب انبیا بناتی ہے نماز ہی ہمہ اسلام سے بنیاد کلمہ و کلام ہے نماز ہی دین کی بناء
عبادات کی پیشوا ہے جسنے پانچون وقت کی نماز وقت پر ادا کی اوسنے خدا و رسول کی
رضامندی حاصل کی خدا کی ضمانت مین رسول کی حمایت مین آیا اسلامی شکایت سے
بچا نار دوزخ اوسپر حرام ہوئی حاصل نعمت اسلام ہوئی اور قیل ادخل الجنۃ کا مستحق
ہوا یعنے کہا گیا اوسکو کہ داخل ہو بہشت مین

حکم خالق کا لاؤ دل سے بجا
پنجگانہ کرو نماز ادا

قلب ہوتا ہے بس اسی سے صاف
مثل آئینہ روشن و شفاف

اس سے ہوتا ہے قرب حق حاصل
اس سے ہوتا ہے عارف کامل

مغفرت کی امید اس سے ہے
جلوہ حق کی دید اس سے ہے

اس سے پاؤگے روضۂ رضوان
حور و غلمان پہ ہوگا حکم روان

جب کہ اوسمین یہ خوبیان ہین تمام
حیف ہے اوس سے جو رہو ناکام

بہر حال نماز کے فوائد اخروی - آیات قرانی اور احادیث نبوی سے معلوم ہوچکے
اور دنیا مین جو فائدے اس سے مترتب ہوتے ہین وہ اظہر من الشمس ہین انسان ہمیشہ
اور ہر وقت نماز کے سبب سے خود طاہر رہتا ہے اور اپنا لباس بھی پاک و صاف رکھتا ہے

اور یہ دونون امر صحت کے لئے ضروری ہین۔ نماز مین جو ارکان قیام وقعود اور رکوع و
سجود کے ہین اون سے سُستی اعضا کی رفع ہوتی ہے اعضا کے جوڑون مین قوت آتی ہے
شکر نعمات الٰہی کے ادا کرنے کا موقع ملتا ہے گناہون سے آدمی بچا رہتا ہے اور حلم اور ذکر کی
عادت ہوتی ہے قلب مین صفائی آتی ہے اسواسطے مسلمان کو چاہیے کہ کل عبادات کے مقابل
مین نماز کو مقدم سمجھے فرمایا ہے حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ جب سجدہ
کی آیت پڑھ کر آدمی سجدہ کرتا ہے تب شیطان روتا ہوا بھاگتا ہے اور کہتا ہے کہ خراب ہو
یہ شخص یا خرابی ہو مجھکو کہ ادم کو سجدہ کرنیکا حکم ہوا اور مین نے نہ کیا اب اسکو جنت ملیگی
اور مین سجدہ کا حکم نہ ماننے سے جہنم مین جاؤنگا۔ اور اسی مضمون کے موافق یہ آیہ شریفہ
بھی ہے۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰی
وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ۔ یعنی یاد کرو اوسوقت کو جب ہم نے کہا فرشتون سے
سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہون نے مگر ابلیس نہ مانا اور غرور کیا اور وہ ہوگیا کافرون
مین سے۔ اور جابر روایت کرتے ہین کہ مین نے سنا رسول اللہ صلعم سے آپ فرماتے تھے
کہ تارک الصلوٰۃ آدمی بیچ مین ہے شرک اور کفر کے پس اے مسلمانو تم خود غور کرکے
انصاف کرو کہ جب ابلیس ایک حکم عدولی سے کافر ہوگیا تو وائے برحال ہم لوگونکے کہ سوا
انحراف کے تعمیل احکام کیطرف التفات ہی نہین پھر کیا حال ہوگا قیامت مین اونکا جو ایسی
غفلت مین زندگی ضایع کرتے ہین۔ پہلی امم مین نماز پچاس اور چالیس وقت کی فرض تھی
چنانچہ معراج مین ہمارے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پچاس وقت کی نماز کا حکم ہوا اور
آخر مناجات متواترہ کے بعد پانچ وقت کی نماز رہی اور خدا تعالےٰ نے اپنے حبیب صلواۃ اللہ علیہ
کی خوشی کیواسطے ارشاد فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنی آپ کی

امت سے جو پانچ وقت کی نماز پڑہے اوسکو ثواب پچاس وقت کی نماز کا ہوگا۔ اسے برادران مسلمانان اس رحم اور عنایت خداوندی کو دیکھو اور وقت عزیز کو ہاتہ سے نہ جانے دو اور شہوت پرستی مین مشغول نہو کیونکہ نماز اور ایمان دخول بہشت کیواسطے مشروط ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی نماز معراج ہے مومنین کے لئے۔ مین اس لفظ معراج کی تہوڑی سی تشریح تفسیر کبیر سے کرتا ہون واضح ہو کہ رسول خدا کی معراج دو قسم کی تہی ایک انتقال عالم شہادت سے عالم غیب کی طرف یہ تو معراج جسمانی ہے اسکی خبر سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ مین ہے دوسری انتقال عالم غیب سے طرف عالم غیب الغیب کے اسکی طرف اشارہ ہے آیہ کریمہ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی مین۔ اور دو قسمین معراجکی یہ ہین معراج جسمانی۔ معراج روحانی۔ اور نماز سے مسلمان کو دونون قسم کی معراج حاصل ہوتی ہے اصلیت اوسکی یون ہے کہ جب رسول کریم معراج سے واپس تشریف لانے لگے تب عرض کیا کہ خداوندا مین اپنی امت کے لئے کیا تحفہ لیجاؤن ارشاد ہوا کہ نماز پس نماز جامع ہے معراج جسمانی اور معراج روحانی کی اب معلوم کرو کہ معراج جسمانی حاصل ہوتی ہے افعال سے اور معراج روحانی اذکار سے پس اسے ایمان والو جسوقت ارادہ کرو نماز کا پاک کرو اپنے بدن کو اور طاہر کرو کپڑون کو کسواسطے کہ یہ مقام مقام قدس ہے اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی اور دیکہو اسوقت کون رفاقت کرتا ہے تمہارے ساتہ کیونکہ تمہارے پاس فرشتے بہی موجود ہین اور شیاطین بہی حاضر ہین دین بہی موجود ہے اور دنیا بہی تمہارے پیچہے لگی ہے عقل بہی ہے اور ہوا بہی ہے خیر بہی ہے اور شر بہی ہے غرضکہ کل ان امور یعنی افکار وہمیہ کو چہوڑ دو اور محبوبہ کو رفاقت مین لو اور اوٹہاؤ اپنے ہاتہو کو اللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر اور یہ ہاتہ اوٹہانا اشارہ ہے اسکیطرف کہ گویا رخصت کیا تم نے دنیا و آخرت

کو اور قطع کر لیا نظر کو ان دونون سے اور متوجہ ہوئے تم ساتھہ قلب اور روح اور عقل
اور فہم اور ذکر اور فکر کے اللہ کیطرف اور کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی وہ بڑا ہے کل موجودات سے
اور اعلیٰ و اعظم اور اعز ہے کل معلومات سے اب کہو تم سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ
یعنی ساتھہ پاکی کے یاد کرتا ہون مین تجھکو پس اس مقام مین متجلّی ہوگا نور پروردگار کا واسطے
تمہارے۔ اور ترقی کی تم نے تسبیح سے طرف تحمید کے اور کہا وَتَبَارَکَ اسْمُکَ (اور
بہت خوبیونکا ہے نام تیرا پس اس مقام مین منکشف ہوگا تمکو نور ازلی اور نور ابدی کیونکہ
تبارک اشارہ ہے طرف نور دوامی کے جو منزہ ہے فنا اور عدم سے پھر کہو تم وَتَعَالیٰ جَدُّکَ
اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا) اور یہ اشارہ ہے اسکا کہ اوسکے صفات جلال اور نعوت
کمال غیر محصور ہین پھر کہو وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ (نہین کوئی لائق بندگی کے) اور یہ اشارہ ہے کہ
کل صفات جلال اور صفات کمال اوسیکے واسطے ہین نہ اوسکے غیر کے لیے فَھُوَ الْکَامِلُ الَّذِیْ
لَا کَامِلَ اِلَّا ھُوَ وَالْمُقَدَّسُ الَّذِیْ لَا مُقَدَّسَ اِلَّا ھُوَ یعنی وہ کامل ہے نہین اوسکے
مقابلہ مین کوئی کامل اور وہ مقدس ہے نہین ہے اوسکے مقابلہ مین کوئی مقدس اور فی الحقیقۃ
لَا ھُوَ اِلَّا ھُوَ اور حقیقت مین اوسکے وجود کے مقابلہ مین کسیکو وجود نہین۔ پس یہ ثنا
یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ معراج ہے ملائکہ مقربین کی اسکیطرف اشارہ ہے آیت کریم وَنَحْنُ
نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ (ہین) یعنی ہم تسبیح کرتے ہین تیری حمد کی اور تقدیس کرتے
ہین تیری) اور معراج ہے رسول خدا کی کیونکہ آپ کی معراج شروع ہے سبحانک اللھم سے پس
گویا تم نے اپنی نماز مین جمع کر لیا معراج ملائکہ مقربین اور معراج خاتم النبیین کو۔ مین کہتا ہون کہ
یہی وجہ ہے کہ جس آیت مین حق تعالیٰ نے معراج محمدی کا ذکر کیا ہے اوسکو اسی لفظ سبحان
سے شروع کیا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی اب کہو تم اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ

الرَّجِيْم یعنی پناہ مانگتا ہون مین اللہ عزوجل سے شیطان مردود سے تاکہ نفس مین کبر اور عجب نہ آنے
پائے اب سمجھو اس بات کو کہ نماز مین بڑی خوبی یہ ہے کہ سورہ فاتحہ اسمین مقرر کی گئی ہے
عام اس سے کہ فرض ہو خواہ سنت یا نفل بغیر فاتحہ کے نماز تمام اور کامل نہین ہوتی اسیوجہہ سے
سورہ فاتحہ کا دوسرا نام صلوٰۃ بہی ہے گویا سورہ فاتحہ کو نماز سے ایسی نسبت ہے جیسے روح کو
جسم کے ساتھہ جسطرح جسم بے روح کے بیکار ہے ایسی ہی نماز بے فاتحہ کے ناقص ہے اور تمامی
مراقب اللہ تعالےٰ نے فاتحہ مین درج کردیے ہین اسکو رسول خدا نے حکایت کے طور پر حق سبحانہ تعالےٰ
سے بیان کیا اللہ جلشانہ کا ارشاد ہوا قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ
یعنی تقسیم کردیا ہم نے درمیان اپنے اور درمیان بندہ کے فاتحہ کو نصف نصف۔ اے بہائیو اسبات
کو کہ جنت کے اٹھہ دروازے ہین پس ایک دروازہ تمہارے واسطے کہل چکا یعنی باب المغفرۃ اور دوسرا
کہلیگا نمازی کیواسطے جب کہیگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور اسکے جواب مین فرمائیگا
اللہ تعالیٰ ذَكَرَنِيْ عَبْدِيْ یعنی ذکر کیا میرے بندہ نے میرا کہل گیا دوسرا دروازہ اسکا نام
باب الذکر اور تیسرا دروازہ باب الشکر ہے وَاِذَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اور جسوقت کہا
بندہ نے اس کلمہ کو يَقُوْلُ اللّٰهُ حَمِدَنِيْ فرماتا ہے اللہ حمد کی میری میرے بندہ نے بس کہل جاتا
باب الشکر اور چوتہا دروازہ باب الرجا ہے وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَظَّمَنِيْ عَبْدِيْ
فرماتا ہے اللہ تعالےٰ عظمت کی میری میرے بندہ نے بس کہل جاتا ہے باب مذکور اور پانچوان دروازہ
باب الخوف ہے اور وہ مفتوح ہوگا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے اور جب کہا بندہ نے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ
يَقُوْلُ اللّٰهُ مَجَّدَنِيْ فرماتا ہے اللہ بڑائی کی میری بندہ میرے نے بس کہل جاتا ہے باب الخوف
اور چھٹا دروازہ باب الاخلاص ہے وہ اخلاص جو پیدا ہوتا ہے عبودیت اور ربوبیت کی شناخت سے
وہ کہل جاتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے اور جب نمازی یہ الفاظ ادا کرتا ہے

یَقُوْلُ اللّٰہ ھٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ یعنی میرے اور میرے بندہ کے درمیان مین ہین اور بعض
روایات مین ہے یَقُوْلُ اللّٰہ عَبْدِیْ وَتَوَکُّلُ عَلَی اللّٰہ یعنی عبادت کی میرے بندہ نے اور
توکل کیا میرے اوپر ساتوان دروازہ باب الدعا و تضرع وہ کہلتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم
سے اور جب نمازی کہتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم فرماتا ہے اللہ تعالے یہ میرے بندہ کیواسطے
پس وہ بہی دروازہ کہلجاتا ہے - اور اٹہوان دروازہ باب الاقتدا بالارواح الطیبہ الطاہرہ سے
اور وہ کہلتا ہے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ سے
پس جسوقت پڑہی نمازی نے یہ سورت اور واقف ہوا اوسکے اسرار پر کہلینگے اوسکیواسطے
آٹہون دروازے جنت کے اور یہی مراد ہے اس آیت مین جَنّٰتُ عَدْنٍ مُّفَتَّحَۃً لَّھُمُ الْاَبْوَابُ
پس معارف ربانیہ کی جہتین ان روحانی کنجیون سے کہلتی ہین پس حاصل ہوئی نمازی کو معراج
روحانی - اور معراج جسمانی یہ ہے کہ کہڑا ہو نمازی نماز مین سامنے خداے تعالے کے مثل کہڑے ہونے
اصحاب کہف کے جیسے فرمایا حق تعالے نے اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ یعنی کہڑے ہوے
اصحاب کہف پس کہا اونہون نے اے پروردگار ہمارے پروردگار آسمانون کے بلکہ کہڑا ہو مثل
کہڑے ہونے اہل محشر کے جب کہ فرمایا ہے یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی وہ دن کہ
کہڑے ہونگے آدمی سامنے پروردگار عالم کے پہر پڑہے سبحانک اللھم بعد اوسکے الحمد بعد اوسکے
کچہہ آیات قرانی پہر جہکادے اپنے آپ کو رکوع مین اور کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پہر کہڑا ہو
اور کہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ پہر گر پڑے غایت خشوع کے ساتہہ سجدہ اولی مین اور کہے
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پہر اوٹہاے سر اور ادا کرے دوسرا سجدہ پس جسوقت ادا کیا دوسرے سجدہ کو
حاصل ہوئی نمازی کو نجات تین قسم کی طاعتون یعنی رکوع اور دونون سجدون سے تین مہلک
گہاٹیون سے نجات ملی اول رکوع سے نجات پائی شہوت کی گہاٹی سے دوم سجدہ اول کے ساتہہ

نجات ہوئی غضب سے جو افسر ہے سارے موذیات کا سوم سجدہ ثانیہ کے سبب سے نجات ملی ہوئی کی
گھاٹی سے جو بولائی ہے سب ہلاک کرنے والی چیزون اور تمام گمراہ کرنے والے اسباب کیطرف۔
پھر عرض کرے نمازی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالطَّیِّبَاتُ پس ادائی تحیۃ پروردگار کی
اسطرح کہ التحیات زبان سے اور الصلوٰۃ ارکان کے ساتھ اور الطیبات جنان یعنی دل کے ساتھ
پھر اسمقام پر نمازی کی روح کا نور چڑھتا ہے اور اوترتا ہے نور روح محمدی کا یہان تک کہ آپس مین ملاقات
ہوتی ہے دونون انوار روحی مین پس حاصل ہوتا ہے اس مقام پر روح اور راحۃ اور ریحان
جیسا کہ فرمایا ہے فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ پس چاہیے نمازی کو کہ اسمقام پر تحیۃ محمدی
ادا کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اس موقع پر مولف رسالہ
کہتا ہے کہ مین نے کتاب صراط مستقیم مین ایک جملہ دیکھا ہے جسکے یہ معنی ہین کہ نماز مین تصور کرنا
رسول خدا کا بدتر ہے گدہی کے تصور سے افسوس ایسے ذی علم پر کہ اوسنے نماز مین التحیات کا
خیال تک نکیا اور نہ دیکھا کہ امام فخر الدین نے کیا تفسیر کی ہے التحیات کی اور کیا تشریح کی ہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کی کہ نماز مین تصور آنا رسول اللہ کا درکنار عین نماز مین نمازی کی روح
اور روح محمدی سے ملاقات ہوتی ہے۔ پس فرماتے ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نمازی کے
سلام کے جواب مین اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اور جب نمازی سے کہا گیا
کہ یہ مرتبہ تونے کسوجہہ اور کس وسیلہ سے پایا تب وہ کہتا ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر کہا جاتا ہے نمازی سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تجھکو ہدایت کی ہے تونے اونکے دربار گہربار مین کیا ہدیہ بھیجا وہ کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پھر کہا جاتا نمازی سے کہ ابراہیم علیہ السلام نے رسول خدا کے پیدا ہونیکی دعا
کی تہی جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ تعالے نے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ تونے اسکے عوض

ہین ابراہیم علیہ السلام کو کیا ہدیہ دیا نمازی کہتا ہے کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
پھر نمازی سے کہا جاتا ہے کہ یہ درجات اور برکات ابراہیم علیہ السلام کیطرف سے تجھکو ملی یا حضور
صلعم کی بارگاہ سے یا پروردگار حمید کی درگاہ سے وہ کہتا ہے انک حمید مجید یعنی حق تعالی
کے دربار سے پس جب عبد اسطرح سے حق سبحانہ تعالی کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالی اوسکا ذکر ملائکہ
کی جماعت مین کرتا ہے جیساکہ فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکایت کے طور پر خدا تعالی
سے اذا ذکرنی عبدی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر من ملاءہ پس فرشتے نمازی کا
ذکر حق تعالی سے سنکر نمازی کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہین پس فرماتا ہے حق تعالی کہ اے نمازی
ملائکہ تیرے ملاقات کو مشتاق ہوکر تیرے پاس آئے ہین تو اونکو راست وچپ سلام کر پس نمازی
کہتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہ ہے معراج جسمانی اب حاصل ہوگئی نمازی کو معراج
روحانی اور معراج جسمانی جیساکہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے الصلوۃ معراج المومنین
پس جو لوگ احکام خدا و رسول کی اطاعت کرتے ہین وہی مستحق ہین من سلک علی طریقہ
فھو الہ کے یعنی رسول اللہ فرماتے ہین کہ جو میری راہ پر چلا بس ہے وہ ال میری سے اور
یہان آل سے مراد امت ہے اور حدیث مین آیا ہے لیس الفرق بین الاسلام والکفر الا الصلوۃ
فمن ترک الصلوۃ عمدا فقد کفر یعنی نہین ہے فرق درمیان اسلام و کفر کے مگر نماز پس
جسنے نماز عمداً اور بے عذر چھوڑی وہ کافر ہوا اب اہل اسلام ذرا چشم غائر سے ملاحظہ فرمائین کہ
نماز کیا چیز ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے اور اسکا ترک کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔ اور حق تعالی مسلمانون
کی صفت مین فرماتا ہے قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون الخ یعنی
بیشک نجات پائی مسلمانون نے ایسے مسلمان کہ نماز مین خشوع یعنی عجز و فروتنی اور خوف کرنے والے
ہین۔ اور نماز کو مثل وہم وخیال کے نہ سمجھنا چاہئے جیسے صیاد کا دام کہ شکار پھنسے یا نہ پھنسے

اور جو پھنسے بھی تو نہین معلوم کنجشک یعنی چڑیا یا شہباز یہ صیاد کی تقدیر ہے مگر نماز مثل دام صیاد
کے نہین جسکی منفعت مشتبہ ہو یہ تو علانیہ تجارت اور زراعت کا حکم رکھتی ہے جسکی مثال یہ ہے
کہ مرغ اور مرغی کا جوڑ جب ملایا جائیگا تو خواہ مخواہ انڈے بچے ہونگے نسل مین ترقی ہوگی اور
ایک دانہ غلہ کی کاشت سے سو دانے پیدا ہونگے ہان اگر کوئی آفت ارضی وسماوی اونکو پہونچے
تو امر غیر ہے مگر نماز ایسے نقصانات سے جسکی مثال دی گئی محفوظ ہے اور جو شخص نماز کو چھوڑ کر کسی دوسرے
طریقہ سے معرفت کو تلاش کرے وہ اپنے ارادہ مین ناکام رہے گا کیونکہ تفسیر کبیر مین جسکی ہم تشریح
کر چکے ہین یون ہی لکھا ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْعَارِفِیْنَ یعنی نماز معراج ہے نمازیون کی
بس معرفت بے نماز کے حاصل نہین ہو سکتی اور جو شخص یہ سمجھے کہ بغیر نماز کے سعادت آخرت
ملجائیگی وہ غلطی پر ہے اور جسکی رغبت صحیح نماز کیطرف نہین ہے وہ آخرت مین مبتلائے رنج ومصیبت
ہوگا کیونکہ وہ عالم ارواح اور عالم جمال الٰہ ہے وہان دنیا کی خواہشون مین سے جسکو انسان جان سے
عزیز رکھتا ہے کوئی چیز نہوگی پس سعید وہی شخص ہے جو نماز مین تساہل اور تکاہل نکرے حق تعالٰے
فرماتا ہے اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا یعنی تحقیق مراد کو پہنچا جسنے پاک کیا اوسکو۔ اس سے مراد پرہیزگاری
ہے وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا اور تحقیق نامراد ہوا وہ جسنے گاڑ دیا اوسکو) یعنی جسنے عفت چھوڑ دی
اور پرہیزگاری کی ابتدا نماز سے ہے اسکے جاننے والے ارباب بصیرت ہی ہین جنکی تقلید سے عوام
فیضیاب ہوتے ہین۔ حضرت سری سقطی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو دوست
رکھیگا اللہ تعالٰے اوسکو دارین مین عزیز رکھیگا کیونکہ نماز ذریعہ مغفرت ہے اور بعض بزرگان نے
کہا ہے کہ نماز قرب خدا کا سبب ہے اور اوسکی شناخت یہ ہے کہ اوسپر نماز کا پڑھنا گران نہین ہوتا
اور اوسمین حیلہ وحوالہ نہین کرتا۔ جب نماز سے انسان کو محبت ہو جاتی ہے تو اوسکے آگے دوسرے
لذت دنیوی بھلی نہین معلوم ہوتی اور نہ نماز دشوار معلوم ہوتی ہے۔ حضرت داود علیہ السلام

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے داؤد باشندگان زمین کو خبر دے کہ میں اوسکا دوست ہون جو میرا ذکر کرے اور اوسکا فرمان بردار ہون جو میری فرمان برداری کرے۔ پس ذکر اور فرمان برداری عین نماز ہے اوس سے غافل ہونا گویا حق تعالیٰ کو ناخوش کرنا ہے۔ بعض لوگون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ حق تعالیٰ سے پوچھئے کہ تیری رضامندی کس بات میں ہے حکم ہوا کہ میرے حکم پر راضی رہو میں تم سے راضی رہونگا۔ اب سمجھو کہ نماز حکم الٰہی ہے پھر نماز نہ پڑھنا حکم عدولی نہیں تو کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ اِفْرَاطُ الْبَرَکَۃِ یعنی نماز بڑہانے والی نیک بختیونکی ہے۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ عمارہ نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا یَعْنِیْ اَلْفَجْرَ وَالْعَصْرَ یعنی نہ داخل ہوگا وہ شخص کبھی دوزخ میں جسنے نماز ادا کی قبل طلوع اور قبل غروب آفتاب کے یعنی فجر اور عصر کی۔ اور قرآن مجید میں بھی اسکی تاکید ہے فرمایا حق تعالیٰ نے حَافِظُوْا عَلَی الصَّلٰوۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی یعنی محافظت کرو اوپر سب نمازون کے اور نماز بیچ والی کی اور صلوٰۃ وسطٰے مفسرین نے نماز عصر کو قرار دیا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے اور حق تعالیٰ بعد توحید کے نماز کو محبوب رکھتا ہے کیونکہ کل ملائکہ کی عبادت یہی نماز قیام وقعود قرات وسجدہ اور رکوع ہے اور قیامت کے دن جو پہلے سوال کیا جائیگا وہ نماز ہے۔

روز محشر کہ جان گداز بود	اولین پرسش نماز بود
پس مکن در نماز ہا تاخیر	تا در آن روز یابشدت توقیر

افسوس ہے کہ جو حضرات نماز نہین پڑہتے وہ نہین سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندون پر کیسی مہربانی ہے کہ ایک فریضہ نماز کو تمام فرائض پر فضیلت دیکر ہمکو نار جہنم سے نجات دیتا ہے اور نہین

سمجھے کہ ہم اس ہستی کے قبل کیا تھے اللہ تعالی فرماتا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا یعنی کبھی ہوا ہے ادمی پر ایکوقت زمانہ مین جو نہ تھا وہ کوئی چیز جو ذکر کیا جاتا ہم نے بنایا ادمی کو ایک قطرہ پانی سے پلٹتے رہے ہے اوسکو پہر کر دیا اوسکو دیکھتا سنتا اور پہر سر۔ ہاتھہ پاون۔ آنکھہ۔ ناک۔ زبان۔ ہڈی۔ گوشت۔ چمڑا۔ وغیرہ عنایت فرماکر اعضا کو قوت نشو نما عطا کی اور ہموین عقل اور سمجھہ دی تاکہ انسان حق تعالی کو پہچانے بمقتضا من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جسنے پہچانا اپنی نفس کو اوسنے بیشک پہچانا اپنے رب کو۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ما هلك امرؤ عرف قدره یعنی نہین برباد ہوگا وہ شخص جسنے اپنی حقیقت پہچانی۔ ہرچند کہ بادی النظر مین انسان اس مرتبہ کی خوبی کو نہین سمجھہ سکتا کیونکہ وہ وحدہ لا شریک ہے اور لطیف تر نہ جسم ہے نہ ہاتھہ نہ پاون پہر اپنے نفس کو پہچان کر انسان اوسکو کیونکر پہچان سکتا ہے اب معلوم کرو کہ یہ وجہہ اوسکی تقدیس یعنی پاکیزگی کی ہے کہ وہ وہم اور خیال مین نہین اتا اور اپنے تقدس کیوجہہ سے ہر حال اور ہر جگہہ اور ہر چیز پر مشرف ہے اسیطرح انسان بہی اوسی تقدیس کا نمونہ ہے یعنی اللہ جلشانہ کو مثالاً اور اپنی سمجھہ کے لئے بلا تشبیہ آفتاب تصور کرو تو دہوپ انسان ہے اگر اوسکو مثل شعلہ جوالہ کے خیال کرو تو انسان اوسکا دہوان ہے سوائے اسکے خود حق تعالی نے فرمایا ہے اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ یعنی بیشک مین پیدا کرنے والا ہون بشر کا مٹی سے پہر تیار کیا مین نے اوسے اور پہونکی اوسمین روح اپنی روح سے پس انسان مین روح ایسی عمدہ شئے ہے جو خداوند عالم کے اسرار سے ہے اور روح جسکو دل وجان وہستی بہی کہتے ہین وہ بہی وہم وخیال سے پاک ومنزہ ہے کیونکہ نہ اوسمین مقدار ہے نہ کیفیت (جو چیز تولی یا ناپی یا گنتی نہ جاوے) وہ کمیت سے پاک ہے اور تقسیم ہونے کے لائق بہی

نہین اور جب روح رنگ اور مقدار سے پاک ہے تو اوسکا بہی وہم وخیال مین آنا محال ہوا
کیونکہ خیال مین وہی چیز آتی ہے جسکو آنکہہ دیکہہ سکتی ہے اور رنگ واشکال کے سوا نظر اور خیال مین
کچہہ نہین آتا جیسے - درد - غصہ - مزہ - وغیرہ انسان مین موجود ہے مگر بوجہہ نہونے صورت
اور رنگ کے کچہہ بیان نہین کرسکتا - اسیطرح صدا اور بو کی تشریح مین عجز ہے کیونکہ چون وچگون
خیال سے تعلق رکہتا ہے اور بصر سے حاصل ہوتا ہے تو خیال محتاج ہوا بصر کا اور جو چیز سمع یعنی
کان سے متعلق ہے اوسمین آنکہہ کی شرکت نہین پہر کیونکی آواز کی کیا بیان ہوسکے اسیطرح
ذات حضرت احدیت کو وہم وخیال سے منزہ سمجہو اور معلوم کرو کہ روح دو قسم کی ہے ایک روح حیوانی کا
دوسری روح انسانی - روح حیوانی کا چشمہ دل ہے اور وہ روح حیوانی کے اخلاط باطن کا بخار لطیف ہے جو رگون
کے ذریعہ سے نکلکر اعضا بدن اور دماغ مین پہونچتا ہے اوسی سے حس وحرکت کو قوت ہوتی ہے
بصر اور سمع کو مدد ملتی ہے اور جب اوسمین اعتدال نہین رہتا تب اون قوتون مین انحطاط ہوجاتا
جیسے آئینہ جب زنگ آلود ہوجاتا ہے تو اوسمین صور ظاہری کا عکس نہین پڑتا - اور روح انسانی
روح حیوانی کے جنس سے نہین کیونکہ وہ مثل روح حیوانی کے نہین اور نہ قسمت پذیر ہے اور
اوسمین معرفت حق تعالے کی بہری سے تو بروے قاعدہ معلوم ہوا کہ معرفت الہی جو قسمت پذیر
نہین وہ جسم کثیف اور قسمت پذیر مین نہین آسکتی بلکہ اوس چیز مین آتی ہے جو ہمجنس ہو اور ہمجنس روح
انسانی ہے - اسکی مثال یون سمجہو کہ پہلے جسم انسان مین تین چیزین فرض کرو - بتی - لو - روشنی
بتی قالب انسان ہے اور چراغ کی لو روح حیوانی اور اوسکی روشنی روح انسانی ہے گویا روح انسانی
بمقابل روح حیوانی کے لطیف ہے اور جب تک روح حیوانی کے چراغ سے روشنی اعضا مین
پہنچتی رہتی ہے بدن مطیع رہتا ہے اور جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوجاتا ہے جسم اطاعت نہین
کرتا اسیکا نام موت ہے - اور بدن کی ترکیب اور اعضا کی خوبی ومنفعت دریافت کرنا علم تشریح

کے متعلق ہے اور وہ بڑا علم ہے مگر اسکی طرف ہم لوگونکو بہت التفات نہیں اور جو کسیکو اسکیجانب توجہ ہوتی بھی ہے تو محض بنظر فائدہ دنیا کہ طبابت کو ذریعہ جلب منفعت قرار دیں اور اس سے ادراک حقیقت اعضا اور غذیات سے کچھ علاقہ نہیں۔ اور روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہیں نہ روح حیوانی کے فنا ہونے سے روح انسانی زائل ہوتی ہے بلکہ روح حیوانی روح انسانی کا ایک مرکب ہے اور مرکب کی فنا سے راکب کی فنا لازم نہیں آتی کیونکہ روح انسانی عالم علوی سے ہے اور اوسکا اس عالم سفلی میں آنا صرف اسواسطے ہے کہ ہدایت الہی سے کچھ سرمایہ عالم آخرت کا جمع کرے جسطرح حق تعالے نے فرمایا قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ یعنی ہم نے کہا کہ تم سب اتر جاؤ یہاں سے تا کہ تمکو میری ہدایت پہونچے تو جنے میری ہدایت کی پیروی کی پہر اون پر کچھہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے اور سرمایہ آخرت میں سب سے عمدہ نماز ہے إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ (بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی سے اور بری بات سے چنانچہ ہم اس آیت کی تشریح شروع رسالہ میں کر چکے ہیں۔

ایک فضیلت نماز رکھتی ہے	ہر برائی سے باز رکھتی ہے

اور روح انسانی جو علوی ہے اوسکا اعتدال راجع ہوتا ہے جانب اخلاق اور ریاضت اسکے جز منبع ہے شریعت کا اور یہی امر اوسکی صحت کا سبب ہے پس انسان کو چاہئے کہ ایسی محنت اور اور کوشش کرے کہ اوسکو پہچان لے کیونکہ روح انسانی کا یہی کام ہے کہ وہ نیک کام پر متوجہ اور بدکام سے متنبہ کرتی ہے اور راجع کرتی ہے عبادت کو اس بیان سے میری علت غائی یہ ہے کہ جب تک انسان ان دونون روحون کی اصلیت اور حقیقت کو نہ پہچانے اور دونون کا باہم علاقہ نہ سمجھے وہ حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا اور نماز کا مزہ نہیں اوٹھا سکتا۔

ایسے ہو جاو شرع پر پابند | سارے افعال ہون خدا کو پسند

اور قیامت کے دن عبادت بہت کام آیگی اسکو عام علما نے بالاتفاق سبب سعادت قرار دیا ہے - اور سعدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے -

امید ہست پرستندگان مخلص را | کہ ناامید نگردند ز آستان آلہ

اور حقتعالی فرماتا ہے وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (اور یہ کہ عبادت کرو میری یہ ہے راہ سیدھی) اور حضرت یحیی منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات مین لکھا ہے کہ الله جلشانہ وعم نوالہ نے ہمارے نبی اخر الزمان صلی الله علیہ والہ وسلم کی امت مرحومہ پر پانچ چیزین فرض کی ہین - صلوٰہ - صوم - زکواۃ - حج - جہاد - منجملہ فرائض مذکور کے چار مین اسطرح کی شرط ہے کہ جب تک اوسکے لوازم مہیا و موجود نہون ادا نہین ہو سکتے - جیسے روزہ کیواسطے تندرستی زکوۃ و حج کے لیے مقدرت - جہاد کے لیے اجماع و قوت مگر نماز پنجگانہ کسی حالت اور کسی قوت اور کسی مقدرت پر موقوف نہین اور جو اوسکے علل اور موانع ہین اونکو شارع علیہ السلام نے بہت آسان کردیا یعنی بیمار کو بجائے غسل اور وضو کے تیمم بتایا صاحب فراش کو بیٹھے لیٹے اشارون مین پڑہنے کا حکم دیا مجاذیب اور مجانین کو اس سے مستثنی کیا - اسمین یہ نکتہ ہے کہ ہر پنجگانہ مین نماز ہی ادا نہین ہوتی بلکہ کل ارکان شریعت اسی ایک نماز مین جناب عزاسمہ نے بڑی خوبی اور حسن کے ساتھہ جمع کیے ہین جس سے ہر پنجگانہ مین پانچون فرائض عملاً و فعلاً ادا ہوتے ہین جسکو اسطرح سے تصور کرو صلوۃ کی تعریف ہے نیت کے ساتھہ امساک کرنا یعنی کہانے اور پینے سے محترز ہونا - اور حالت صوم مین چلنا پہرنا بولنا خوشبو سونگہنا غسل کرنا سونا وغیرہ سب جائز ہے - اور نماز مین وہ امساک ہے جسمین جسم حرکت تک خلاف ارکان نماز کے ہے - اسیطرح زکواۃ اہل نصاب پر فیصدی ڈہائی روپیہ یعنی چالیسوان حصہ مال کا واجب ہے اور نماز مین مع زکواۃ ہے جس سے جمہور مسلمین کیا صاحب نصاب اور

کیا مساکین سب مستفید ہوتے ہین دوسرے زکواۃ کا مال متعدد نفوس مسلمانون پر تقسیم ہوتا ہے اور نماز مین
بعد سلام اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہنا اوس زکواۃ نقدسی بدرجہا بڑھا ہوا ہے
کہ سائر مومنین پر وہ تقسیم ہوجاتا ہے اور ثواب حج کی یہ صورت ہے کہ حج مین احرام باندہا جاتا ہے اور احرام
اوسکو کہتے ہین کہ بعض چیزین حلال و مباح چندروز کیواسطے قبل زیارت خانہ کعبہ حاجی اپنے اوپر حرام
کرلیتے ہین جیسے سلا ہوا لباس اور خوشبو کا لگانا زوجہ سے مجامعت کرنا بال بنوانا وغیرہ۔ بمقابل اسکے
نماز مین تحریم و تحلیل ہے تحلیل کے معنی ہین (فنا کرنا) یعنی ماسوا اللہ سے دل اور خیال کو اوٹھا
لینا۔ اور تحریم کے معنی ہین (اپنے اوپر حرام کرنا کلام و حرکات کا) اب اسمقام پر تحریم و تحلیل کو
بمقابل احرام یہ تفوق ہے کہ حالت احرام مین حاجی لوگ ہر جگہہ جاتے آتے ہین معاملات دنیوی
مین گفتگو کرتے ہین حوایج ضروری رفع کرتے ہین مگر جسوقت نماز کی نیت باندہی پھر انسان سوا
ذات احدیت کے کسیکی جانب متوجہ نہین ہوتا چہ جائیکہ گفت و شنود وغیرہ جہاد نماز مین اسطرح
تصور کرو کہ جب انسان نے وضو کیا گویا اپنے بدن پر زرہ آراستہ کی اور جہاد کے لئے کسی
افسر مبارز کا بھی ہونا ضرور ہے جس سے مراد پیش نماز ہے وہ جماعت کا امام ہے اور مقتدی مثل لشکر
اسلام کے ہین اور مد مقابل شیطان اور نفس امّارہ ہے جب نماز ادا ہوئی اور پیش نماز نے سلام
پھیرا گویا دشمن پر اسلام نے فتح پائی اور مال غنیمت اس جہاد کا فضل و کرم اور رحم ذوالجلال والاکرام ہے
جو اس جماعت مجاہدین مین علی قدر حصص تقسیم ہوجاتا ہے اب سمجھو کہ جس مسلمان نے نماز پڑہی گویا
حج کیا باوجود بے استطاعتی اور بغیر صرف کثیر کے۔ اور زکواۃ ادا کی باوجودیکہ صاحب نصاب اور
مالدار نہ تہا۔ روزہ رکہا باینہمہ کہ قوت نہ تہی جہاد کیا گو طاقت نہ تہی۔ اور حق تعالے نے بہی
آیہ شریفہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ مین نماز کو مقدم کیا ہے
اور قایم کرو نماز کو اور دو زکواۃ اور رکوع کرو ساتہہ رکوع کرنے والون کے) اور بکمال رحمت خداوندی

اس سے معلوم ہوتی ہے کہ جناب باری عزاسمہ نے دو چیزین انسان ضعیف البنیان کو ایسی
عنایت فرمائی ہین جو ملائکہ مقرب کو بھی عطا نہین کین اول یہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ یعنی یاد کرو
تم مجھکو اور مین یاد کرون تمکو دوم اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنی مجھسے دعا کرو تاکہ مین قبول کرون
اور توراۃ مین ہے کہ اے لوگو دنیا مین عادت کرو میرے ذکر کی کہ اس سے بہتر کوئی نعمت دنیا
مین نہین اور آخرت مین جزا جزیل ہے یعنی عیوض بزرگ و مظبوط مگر افسوس ہے کہ ہم لوگ اوسکے
حکم کی تعمیل مین اتنی بھی کوشش نہین کرتے کہ نماز پڑہین اور اوسکو یاد کرین - اب باقی رہا یہ امر کہ
لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ یعنی نہین نماز ہوتی بغیر حضور قلب کے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنے نصایح مین لکھا ہے کہ جو شخص نماز مین دل کو حاضر نہ رکھے وہ عقوبت سے قریب ہے مگر امام ابو حنیفہ رح
اور امام شافعی رح و دیگر علما نے کہا ہے کہ اگر تکبیر اول کیوقت دل حاضر اور فارغ ہو تو نماز درست ہو جاتی
ہے اور نماز نہ پڑھنے والون سے وہ ہزار درجہ بہتر ہے اور گاہ پڑھنا اور گاہ چھوڑ دینا بھی بے نمازی کے
برابر ہے - اور حضوری قلب اوسکو کہتے ہین کہ ابتدا سے آخر تک خضوع و خشوع ہو یعنی فروتنی اور
عجز و خوف و تعظیم کے ساتھہ نماز پڑھے حق سبحانہ تعالے نے أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي فرمایا یعنی
نماز پڑھا کرو مجھے یاد کرنیکو - اور یاد کی یہ تعریف ہے کہ جسکو جسوقت یاد کرے دوسریکا خیال نہ آئے
اور واقعی یہی ہے کہ جب ہم کسیکو یاد کرتے ہین اوسوقت دوسریکا خیال نہین ہوتا کیونکہ دلکا
خاصہ ہے کہ اوسوقت اوسکو یکسوئی نہو تو یاد بھی نہ آئے - اور نماز مین اگر حضوری قلب اسوجہ سے
نہین ہوتی کہ اوسکے کانون مین قسم قسم کی آوازین آتی ہین جس سے طبیعت منتشر ہوتی ہے اور
دل دوسرے جانب متوجہ ہو جاتا ہے یا بعض کام دنیوی ضروری پیش ہونیکے سبب سے اوسطرف
دل بٹ جاتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ کسی چھوٹے اور بند مکان مین نماز پڑھے اور کار ضروری
دنیوی سے قبل نماز فراغت حاصل کرلے چنانچہ حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ

والثانے فرمایا ہے اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَالْعِشَاءُ فَابْدُؤُا بِالْعَشَاءِ یعنی جب نماز کا وقت اور کہانیکا وقت ساتھہ ہی آئے تو پہلے کہانا کہا لو اور ایک طریق حضوری قلب کا یہ بہی ہے کہ اللہ کو حاضر اور ناظر سمجہے اور خیال کرے کہ وہ ہر حالمین ہمارے ساتھہ ہے اور گردن کی رگ سے بہی زیادہ ہمسے قریب ہے - دوم نماز مین جو سورت آدمی پڑہے اوسکے معنون پر خیال رکہے اور اگر معنی سمجہنے کی استعداد نہو تو لفظون کا خیال رکہے اگر الفاظ بہی پوری طرح سے ذہن مین نہ آئین تو لفظ کے حروف کو دل مین سمجہے اگر یہ بہی نہو سکے تو جب نماز کیواسطے کہڑا ہو سجدہ کی جگہہ پر نظر رکہے اور یہ سمجہے کہ اسی خاک سے پیدا ہوا ہون اور پہر ایک روز اسی مین ملجاؤنگا اور رکوع مین پاؤنکے انگوٹہون پر نظر رکہے اور سجدہ مین ناک پر نظر رکہے اور التحیات و درود مین سینہ پر نظر رکہے اس صورت مین بہی نماز ہو جاتی ہے کیونکہ اسکی پابندی سے دل ڈانواڈول نہین ہوتا - یا خالق مطلق کا تصور باندہے مگر یہ تصور بہت مشکل ہے کیونکہ اللہ جلشانہ بہت بڑا اور بزرگ تر ہے جسکو خیال اور قیاس بمقتضائے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنی وہ کسی چیز کی مثل نہین نہ کوئی چیز اوسکی مثل ہے اپنے احاطہ مین نہین لا سکتا مگر جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی کہ (کوئی نہین معبود مگر اللہ) انسان کو معلوم ہو گئے تو وہ اس سے ضرور باہر سوا کہ حمد اور بندگی کے لائق سوائے اوسکے اور کوئی نہین اس سے زیادہ حق تعالے کی حقیقت کو کوئی نہین جانتا پس نماز مین یہ تصور کہ مین اوسکو رکوع اور سجود کرتا ہون جو خالق ہے کل مخلوق کا حضور قلب کیواسطے کافی ہے -

دل مین آئے کبہی نہ کچہہ وسواس — رکہو مضبوط اپنے ہوش و حواس

اور چونکہ دل مثل ایک دریائے ذخار کے ہے اور اوسکی موجین کسیطرح کسیکے روکے نہین رکتین تو نمازی کو چاہئے کہ اون موجون کیطرف التفات نکرے اور اپنی کشتی مراد کو بچا کر منزل مقصود

پر ہو سجائے اور اُن خیالات و خطرات سے جو موجزن ہین دلکو ہٹا کر خالق کیطرف
بار بار متوجہ کرے اسیطرح انسان رفتہ رفتہ یکسوئی کا عادی ہو جائیگا کیونکہ ہر کام مین
کمال کثرت فعل سے حاصل ہوتا ہے - یا جسوقت انسان دعا ثنا پڑھے اور ہاتھ باندھے
اوسوقت یہ سمجھے کہ مین ایک بڑے شاہنشاہ کے سامنے جسکے ہاتھ مین میری حیات
و ممات ہے کہڑا ہون اور اوسکی حمد و ثنا کرتا ہون اور جب رکوع کرے تو یہ سمجھے کہ مین
اپنے پروردگار کے سامنے سر عجز کو اسواسطے جھکاتے ہون کہ میرے اعمال بد کی
جو جاہے وہ سزا دے اسیطرح سجدہ مین یہ خیال کرے کہ مین اپنے خالق برتر کے
سامنے خاک مذلت پر سر رکھکر اظہار عجز و انکسار کر رہا ہون - اور اگر نماز مین کسی
اور فرض کا خیال آئے مثلاً حج و زکوۃ یا قران مجید کا تو وہ خطرات مین داخل نہین
کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت مین اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مین حالت
نماز مین کل انتظام جہاد کا کرلیتا ہون اس سے معلوم ہوا کہ نماز بھی فرض ہے
اور جہاد بھی فرض ہے تو فرض کا فرض مین خیال آنا باعث نقص نماز نہین
اور امام شافعی نے اپنی کتاب مین جسکا نام (ام) ہے لکھا ہے کہ جس خیال کو زبان
بیان نکرے وہ وسوسہ ہے جو شرعاً معاف کیا گیا ہے کیونکہ وسوسہ بے اختیار
دل پر گذرتا ہے اور کچھ اسکا عزم و ارادہ نہین ہوتا یہ وسوسہ ایسا ہے جیسے بہتے ہو
پانی پر نجاست گرے اور وہ بہہ جائے اس سے پانی کی صفت نہین بدلتی اور
وہ بدستور پاک و صاف رہتا ہے اسیطرح نماز مین جو وسواس گذرتے ہین اسکو
اپنے اختیار سے خارج سمجھکر اپنا کام کئے جائے اور اوسکے زیادہ درپے
نہو - اور فرائض کے ساتھ حضرت رسول المقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنتونکی

واسطے بھی تاکید فرمائی ہے اور وہ رات دن مین بارہ رکعتین ہین فرمایا حضرت نے مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی جسنے میری سنت سے محبت کی پس تحقیق اوسنے مجھسے محبت کی وہ جنت مین میرے ساتھہ ہوگا۔ پس مسلمانونکو لازم ہے کہ اپنے نبی کی وہ سنت جو موکدہ ہے ہر فرض کے ساتھہ ادا کرین اور پہر حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ نے فرمایا مَنْ تَرَکَ سُنَّتِیْ لَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِیْ یعنی جسنے ترک کیا میری سنت کو تو نہ پہونچیگی اوسکو شفاعت میری اور سعدی علیہ الرحمۃ کا قول ہے :۔

خلاف پیمبر کسی رہ گزید		کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید	

اور بارہ۱۲ سنتین موکدہ یہ ہین۔ دو پہلے فرض فجر کے۔ اور چار پہلے فرض ظہر کے۔ اور دو بعد فرض مغرب کے۔ اور دو بعد فرض عشا کے۔ اور اوپر جو ذکر روح کا گذرا اوس سے یہی غرض ہے کہ انسان اوس سے حضوری قلب حاصل کرے کیونکہ اللہ جلشانہ نے انسان کے قلب مین اسطرح کی قابلیت رکہی ہے کہ وہ چاہے تو کمال ملکوتی حاصل کرکے قابل حضوری حضرت رب العزت ہوجاے مگر دنیا جو جگہہ ضرورت اور حاجت کی ہے ایسا آدمی کو غافل کرتی ہے کہ گاہ گاہ اسکو حالت عسرت و عشرت مین اپنی ہی خبر نہین رہتی چہ جائیکہ نماز مین حضوری مگر مقتضاے عبدیت یہ ہے کہ جس حال مین انسان ہو اوسی حالت مین غور کرے اور خدا کے صفات کو پہچانے کہ ان دونون حالتون مین جو حالت ہے وہ قدرت خدا سے خالی نہین اور یہی غور معرفت

حضوری قلب اور دو ہی غور معرفت

الہی کا سبب ہوتا ہے مگر انسان اوس خواب خرگوش مین پڑا ہے کہ نہ اوسے
عسرت مین پہچانتا ہے نہ عشرت مین اہل عسرت کو تلاش نفقہ فرصت نہین دیتی
اور اہل عشرت کو عیش ہوش مین نہین آنے دیتا حالانکہ یہ دونون کیفیتین عطیات
الہی سے محض امتحان انسان کیواسطے ہین اور انسان جو تکلیف مین خدا کو یاد کرتا
ہے تو فقط اسواسطے کہ تکلیف رفع ہو۔ اور جو صاحب ثروت کبھی کبھی اوسکو یاد کرتا
ہے تو باین خیال کہ میری مقدرت مین زوال نہو حالانکہ یہ دونون قسم کی یاد پروردگار
نہین بلکہ عین طلب دنیا ہے طلب مولی وہی ہے جو خالص ہو ہر قسم کی طمع سے
اسیواسطے نماز مین حضوری قلب شرط ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین نے
فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی یہ عادت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ مجھے نہ
پہچانتے ایسے بیخود ہو جاتے اور جب آندہی آتی یا آسمان ابر سے محیط ہوجاتا تو
حضرت کا چہرہ انور متغیر ہوجاتا اور یہ معلوم ہوتا کہ حضرت پر کوئی بڑا خوف طاری ہے
کبھی باہر تشریف لیجاتے اور کبھی اندر آتے اور بہت گھبراتے اگر پانی برستا تو خوش
ہوتے اور وہ حالت اضطرار رفع ہوجاتی مین نے حضرت سے اس حالت کا سبب
دریافت کیا تو فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ شاید یہ کوئی عذاب نہو جو اللہ نے میری امت
پر بہیجا ہو اور بارش کی نسبت فرماتے کہ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ اب ذرا چشم غائر
سے دیکھو کہ خوف کا یہ درجہ ہے اسیطرح نماز مین خائف رہنا چاہئے۔ اور جو شخص
نماز مین ادہر ادہر دیکھے اوسکی نماز نہین ہوتی اور جو دل کو کسیطرف جھکائے اوسکی
نماز بے روح ہوتی ہے اور پورا ثواب نماز کا نہین ملتا۔ اور فرمایا حق تعالے نے
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (پس پاکی ہے اوس ذات کو

جسکے ہاتھہ مین بادشاہی ہے سب چیزونکی اور اوسیکیطرف پھیرے جاؤگے)
جب یہ معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالے سب چیزونکا بادشاہ ہے تو پھر عزت وعشرت
کا کیا خیال ہے

گہ گدا را ز سر خاک نشاند بر تخت	گہ شہے را ز سر تخت براندازد سخت
این چہ اشکوہ کنم از سبب شومی بخت	بے رضا اوکی برگے بجنبد ز درخت

اور پھر آخر مین جب اوسیکیطرف جاناہے تو اوسکے تعمیل احکام مین غفلت کرنا چہ معنی
وارد۔ حضرت داود علیہ السلام سے حقتعالے نے خطاب کیا۔ اَنَا بُدُّكَ اللازِم
فَالْزَمْ بُدَّكَ۔ یعنی مین تیرا سہارا ہون اور تیرا سہر دکار مجھے ہر ایک ساعت
میرے ذکر سے غافل نہو۔ اور ذکر جب ہی دل پر غالب ہوتا ہے کہ ہمیشہ اوسمین
مصروف رہے اور فراغ طبیعت سے نماز جب ہی ہوتی ہے کہ شہوات کا غلبہ
نہ رہے اور خواہش نفسانی گناہون کے ترک کرنے سے رفع ہوتی ہے
اور ذکر بالضم کے معنی ہین دل سے ذکر کرنا اور بالکسر کے معنی ہین زبان سے ادا کرنا
اور شیخ ابوطالب مکی نے فرمایا ہے کہ ستر گناہ کبیرہ ہین منجملہ اونکے چار گناہ دل
سے متعلق ہین۔ شرک۔ گناہ پر جم جانا۔ رحمت الٰہی سے ناامید
ہونا۔ قہر خدا سے بے خوف ہونا۔ اور چار گناہ
زبان سے ہوتے ہین۔ جھوٹی گواہی دینا۔
پاکدامن کو زنا کا عیب لگانا۔ جھوٹی قسم کہانا۔ جادو کرنا۔ اور تین گناہ
پیٹ سے تعلق رکھتے ہین۔ نشہ پینا۔ یتیم کا مال کہانا۔ سود لینا۔ اور دو
گناہ کا تعلق شرم گاہ سے ہے۔ زنا۔ لواطت۔ اور دو گناہ ہاتھہ کے ہین

-قتل-چوری-اور ایک گناہ پاؤن سے ہے یعنی جہاد سے بہاگنا-اور ایک
تمام بدن سے ہے یعنی والدین کی نافرمانی کرنا اور صغیرہ بہت ہین جسکی گنجایش
اس مختصر رسالہ مین ممکن نہین بہرحال کبائر کی حفاظت کرنا سبب فراغت قلب
اور باعث غلبہ ذکر ہوتا ہے اور یہی اسباب محبت حق مین داخل ہین اور محبت تخم
سعادت ہے اور سعادت سبب نجات جسکی نسبت ارشاد خداوندی ہے-
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى- یعنی بیشک اوسنے نجات پائی
جسنے اپنے کو پاک کیا اور یاد کیا اپنے پروردگار کا نام پہر نماز پڑہی-اور آخرت
کا کام اللہ تعالے نے عمل سے متعلق کیا ہے جسمین مقدم نماز ہے اور فرمایا
وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (اور نہین ہے آدمی کیواسطے مگر جو اوسنے
محنت کی) اور مفسرین نے محنت سے مراد عقبا کے کامون رکہی ہے اور ہمارے
ابنائے جنس اوسکی رحمت پر اعتقاد نہین رکہتے اور رزق جسکا وہ خود کفیل ہے
اوسکی تلاش مین سرگردان و پریشان پہرتے ہین اور آخرت کے بارہ مین محض
اوسکی رحمت پر بہروسہ کرکے عمر عزیز کو اشغال باطل مین ضائع کرتے ہین-
اور وہ بہروسہ بہی سچا نہین دل سے اوسکو لگاؤ نہین اوسپر اصلاً و مطلقاً استقامت
نہین محض زبانی جمع خرچ جسمین نکوئی اثر نہ اوسکا کوئی نتیجہ-اور نہین سمجہتے کہ
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ- یعنی جسنے نیک کام کیے اپنی ذات کیواسطے نہ
خدا تعالے کے لیے کیونکہ وہ مستغنی ہے انسان کے اعمال سے-اور نماز
امراض روحانی کیواسطے داخل پرہیز ہے نماز ہی انسان کو معاصی سے محفوظ
رکہتی ہے اور بدپرہیزی مریض کو ہلاک کرتی ہے اگر مریض کہے کہ مین طبیب کا

حکم نہین مانتا اور پرہیز نہین کرتا تو اسمین طبیب کا کیا حرج ہے طبیب نے تو بیمار کو
صحت کی راہ بتائی تہی مانو یا نہ مانو آخر مین خود اوسکا خمیازہ اوٹہاوٹگے ۔ یہ سبکو
علی العموم معلوم ہے کہ امراض جسمانی اس عالم مین سبب ہلاکت ہوتے مین اور
امراض قلبی اوس عالم مین موجب شقاوت ہونگے اور جسطرح علاج اور پرہیز
بدن کو صحیح و تندرست کرتا ہے اوسطرح تقوی گناہون سے سلامتی کا باعث
ہوتا ہے فرمایا حقتعالے نے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (اور کوئی نجات نہ پائیگا
مگر وہ شخص جو خدا کے پاس گناہون سے دل سلامت لائیگا) اور گناہون سے
بچانے والی اور اتقا پر قائم رکہنے والی نماز ہے ۔ اور بعض بندگان خدا کا یہ
قول ہے کہ خدا رحیم ہے ہم جس حال مین ہین ہمارے اوپر رحم فرمائیگا حالانکہ حقتعالے
فرماتا ہے ۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَہٗ
پس جو کوئی کرے برابر ذرہ کے بہلائی دیکہیگا اوسکو اور جو کوئی کریگا برابر ذرہ
کے برائی دیکہیگا اوسکو) اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ذرہ ذرہ کا حساب
لیا جائیگا پہر محض رحمت پر زعم رہائی کرنا اور اوسکو یاد نکرنا خلاف عقل اور حکم
خدا کے ہوا یا نہین سوائے اسکے جسطرح وہ رحیم ہے اوسطرح وہ شدید العقاب
بہی ہے فرمایا اللہ تعالے نے ۔ وَمَنْ یُّشَاقِّ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ
یعنی جو شخص مخالفت کرے حکم خدا سے پس تحقیق اللہ تعالے سخت عذاب
کرنے والا ہے ۔ اب ذرا آنکہہ کہولکر دیکہو کہ اس عالم اسباب مین باوجود رحیم
و کریم ہونیکے اپنے ہزارون بندون کو فاقے کراتا ہے اور جبتک وہ بذل
تجارت اور کاشتکاری وغیرہ کے کوئی پیشہ نہین کرتے مال نہین دیتا

افسوس ہے کہ دنیا مین ہر شخص کو یہی تجربہ ہو رہا ہے اوسپر بہی اوسعالم
کی کوئی فکر نہین کرتا اور اس حدیث پر عامل نہین ہوتا۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ یعنی گناہون سے توبہ کرنیوالا بے گناہ ہونیکے برابر ہے

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ	گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اور دوسری حدیث مین آیا ہے خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی یعنی سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری
ہے۔ اور پرہیزگاری کی بنیاد نماز ہے۔ مگر خواہش نفسانی ایسی چیز ہے جو
انسان کو حد اعتدال پر رہنے نہین دیتی بلکہ وقتاً فوقتاً زیادہ طلب کرتی ہے
اسواسطے خدا نے عقل دی کہ ان خواہش کی حد معین کرے پہر نبی
اسی لئے بہیجے تاکہ وہ شریعت مقرر کرین جس سے ہر خواہش کی حد قائم
ہوجائے مگر چونکہ خواہش کو اللہ تعالے نے زمانہ طفولیت بلکہ عین پیدائش
کیوقت مسلط کردیا اور عقل بعد بلوغ کے عنایت ہوئی تو خواہش بوجہہ قدامت
عقل اور شرع شریف پر غالب ہوگئی اور انسان کو خورونوش اور لباس نفیس
پر ہمہ تن مصروف کردیا یہانتک کہ حلت و حرمت کا بہی لحاظ نہ رہا اور انسان
جسواسطے خلق ہوا تہا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ یعنی
مین نے جو بنائے جن و انس وہ اپنی عبادت کیواسطے۔ قطعاً بہول گیا اور
باوجود عقل ہونیکے نہ سمجہا کہ دنیا مثل سایہ کے آہستہ آہستہ سرکتی جاتی ہے
اسیطرح عمر کا حال ہے کہ روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور آدمی اوسعالم
جاودانی کی کچہہ فکر نہین کرتا اور نہین سمجہتا کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔ حضرت

سید المرسلین خاتم النبیین نے فرمایا ہے کہ دنیا کھیت ہے آخرت کا یہان
جیسا کروگے ویسا وہان پاوگے - انسان کو چاہئے کہ دنیا کو ایک مہمان سرا
سمجھے اور اپنا توشہ اوس سے لے لے اور جو سامان دل کا لبھانے والا ہے اسمین دیکھے
اوسکیطرف توجہ اور طمع نکرے کیونکہ وہی سامان خدا کو بھلانے والا ہے دنیا
کو ایک نمایش گاہ سمجھو اور اوسکے عجائبات مین دلکو نہ لگاؤ اور عبادت خدا
کو دل سے نہ بھلاؤ یہی عبادت ذریعہ معرفت کردگار اور سبب سعادت بیشمار
ہے بحکم اِلَی اللّٰہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِیْرُ یعنی اوسکیطرف رجوع اور بازگشت ہے
پھر ضروری کہ جسکی حضوری مین دوام کے واسطے رہنا ہے اوسکے احکام سے
انحراف نکرے اوسکو دوست سمجھے اور صدق دل سے اوسکی اطاعت کرے
اوسکے ذکر مین مصروف رہے جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا
اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ یعنی دنیا خود ملعون ہے
اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اوسمین مددگار ہے
اور دنیا مین جو ذکر اوسکا کرتا ہے اوسکا ذکر ملائکہ آسمانون پر کرتے ہین اور وہ
مستحق ہوتا ہے جنت کا فرمایا حقتعالٰے نے - وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (جو لوگ ایمان لائے اور کام
اچھے کئے وہ ہین رہنے والے بہشت کے اور وہ اوسمین ہمیشہ رہینگے
طلحہ رض بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نجد سے رسول اللہ صلعم کی
خدمت بابرکت مین حاضر ہوا جسکی بات اچھی طرح سمجھہ مین نہ آتی تھی اوسنے
سوال کیا اسلام سے آپ نے فرمایا کہ پانچ نمازین شبانہ روز مین فرض ہین

اوسنے عرض کیا کہ سوائے اسکے اور کوئی نماز میرے اوپر ہے ارشاد ہوا نہین مگر یہ
کہ تو نفل پڑہنا چاہے پہر اوسنے عرض کیا کہ سوائے رمضان کے روزون کے اور روزہ
مجہپر ہے ارشاد ہوا نہین مگر یہ کہ نفل روزہ رکہنا چاہے پہر آپ نے زکواہ کا ذکر فرمایا اوسنے
عرض کیا کہ اور کچہہ مجہپر ہے آپ نے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے پہر راوی
نے بیان کیا کہ وہ شخص یہ کہتا ہوا اپنے وطن کو چلا کہ قسم ہے خدا کی کہ مین اسمین کچہہ زیادہ
کرونگا نہ کم اور یہی کرتا رہونگا رسول مقبول نے فرمایا کہ مراد پائی اسنے اگر سچا ہے اپنے
قول مین جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِہٖ وَلَا
یُفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی نَسْمَعُ دَنٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
خَمْسُ صَلَوٰاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ
یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ رواہ مسلم
ابو ایوبؓ اور خالد بن زیدؓ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول سے ایک اعرابی
نے سوال کیا کہ مین جنت سے قریب اور دوزخ سے بعید ہو جاؤن وہ بات بتا جواب دیا
کہ خدا نے تجہے اسکے استفسار کی توفیق دی توفیق کہتے ہین نیک باتون کی قدرت ہونیکو اور خذلان
بری بات کو، حضرت نے اعرابی سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر اور اوسکو وحدہ لاشریک
سمجہہ اور ادا کر نماز کو اور رشتہ دارون سے قرابت نہ توڑ گو وہ تجہے برائی کرین۔ اور دوسری
حدیث مین ہے کہ قیامت کے دن دنیا بصورت پیرزال اور ایسی بدہیئت اور خراب شکل
وشمائل مین لائی جائیگی جسکو دیکہکر لوگ پکارینگے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ یعنی پناہ مانگتے ہین
ہم ساتہہ خدا کے تجہسے۔ اوسوقت ملائکہ کہین گے کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے لیے تم جان
دیتے تہے اور خدا اور رسول کا حکم نہ مانتے تہے۔ یہ موقع خیال کرنیکا ہے کہ اوسوقت

طالبان دنیا کو کسطرح کی ندامت اور خفت اللہ اور رسول اللہ کے سامنے ہو گی۔ اب آدمی اپنے حال کا اسپر قیاس کرے کہ بازار مین جب انسان جاتا ہے تو روپیہ خرچ کر کے انواع انواع اقسام کے میوے اور مٹھائی خرید کر کے لاتا ہے اور اوسکو کہاتا ہے جب وہ رات کو پیٹ مین رہتی ہے صبح کو نجاست ہو کر پاخانہ کی راہ سے نکلجاتی ہے جسکو ہر کس و ناکس دیکھکر نفرت کرتا ہے اسیطرح انسان کو اللہ جلشانہ نے اچھی صورت سے دنیا مین بہیجا تو انسان کو سمجھنا چاہئے کہ یہ دنیا مثل سنڈاس کے ہے اسمین ایسا آلودہ ہو جائے کہ تعفن آنے لگے اور جسکے پاس جائے وہ متنفر ہو اور بارگاہ خداوندی کے قابل نرہے اسی لئے اس سے پاک اور صاف رہنے کے لئے وہی سعادت لازم ہے جسکا اوپر ذکر ہو چکا اور انسان کو پاک رکھنے والی نماز ہے ہے جو میدان قیامت مین بہائم کے درجہ سے نکالکر ملائک کے مراتب پر پہونچائیگی اور اگر شقاوت کیطرف متوجہ ہوا یعنی دنیا کی خواہش حد اعتدال سے زیادہ کی تو بروز جزا سگ اور خوک سے بھی بدتر درجہ مین ہو گا کیونکہ جانور سب خاک ہو جائینگے اور مصیبت دائمی سے نجات پائینگے اور اہل شقاوت تا ابد رنج و تکلیف اوٹھائینگے پس اگر انسان اپنا فائدہ اور وقار چاہتا ہے تو معصیت سے توبہ و استغفار کر کے خدا کے ذکر کو نہ بہولے جسکا کرنا ہر حال مین لازم اور واجب ہے :-

کیا کہوں کیا ہے طاعت رحمان	یہ گدا کو بناتی ہے سلطان

اور نماز نوافل کی نسبت بروئے حدیث قدسی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰے مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ الْمُتَقَرِّبُوْنَ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِمْ وَلَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ

اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ
الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَنْطِقُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ
یَمْشِیْ بِھَا - جناب رسالت مآب فرماتے ہین کہ جناب باری عز اسمہ نے ارشاد فرمایا ہے
مقربین بارگاہ قدس مین کا تقرب اون احکام کے ادا کرنے سے نہین ہوتا جو اون
پر فرض کئے گئے بلکہ ہمیشہ بندہ کا تقرب ادائے نوافل سے زیادہ ہوتا ہے یہانتک کہ مین اوسکو
دوست رکھتا ہون اور جب مین اوسکو دوست رکھتا ہون تو مین خود اوسکے کان
ہوجاتا ہون کہ جسکے ذریعہ سے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکھہ ہوجاتا ہون جسکے ذریعہ سے
وہ دیکھتا ہے اوسکی زبان ہوجاتا ہون جس سے وہ گفتگو کرتا ہے اوسکا ہاتھہ
ہوجاتا ہون جس سے وہ کام کرتا ہے اور اوسکے پاؤن ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا پھرتا
ہے - اس تقرب کے حاصل کرنے کے لئے خلوت اور جلوت مین حفظ اوامر ضروری ہے
اور جماعت جمعہ کے واسطے بہی حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ سے سخت تاکید
ہے چنانچہ ابوہریرہ فرماتے ہین کہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز جماعت
تنہا کی نماز سے پچیس درجہ افضل ہے - قَالَ النَّبِیُّ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ
اَحَدِکُمْ وَحْدَہٗ بِخَمْسَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا - اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ
بخلاف تنہا نماز کے جماعت کی نماز بیس درجہ بڑھ کے ہے اور جب آدمی چلتا ہے
مسجد کو تو ہر قدم اوسکا بلند کردیتا ہے خدا اور بڑہا دیتا ہے درجہ اوسکا اور گھٹا دیتا ہے
ہر قدم پر ایک گناہ یہانتک کہ وہ داخل ہوتا ہے مسجد مین اور جب تک نماز کیواسطے
وہ ٹھہرتا ہے مسجد مین فرشتے اوسکے لئے دعائے خیر کرتے ہین اور کہتے ہین یا
اللہ رحم کر اسپر اور بخشدے اوسکو اور توبہ اسکی قبول کر - اور حضرت خیر الورا علیہ وآلہ

والله نے فرمایا کہ نماز جماعت مین امام سے پہلے رکوع و سجدہ حرام ہے اور
پیش نماز کو نماز پڑہانے اور قران شریف پڑہانے کیلیے اجرت سے حضرت خیر البشر نے منع
فرمایا ہے اور جب نماز مین امام کو کچھہ عذر ہو تو دوسرے کو اپنا خلیفہ کر سکتا ہے اور ہر
انسان کو کچھہ نماز مسجد مین پڑہنا چاہیے اور کچھہ گہر مین کہ خدا اوس گہر مین برکت
دیتا ہے اور جمعہ بضم جیم و بہ اسکان میم و بفتح میم سب جائز ہے اور واحدی وغیرہ ارباب
لغت نے اسی طرح لکہا ہے اور فضائل جمعہ مین متواتر حدیثین وارد ہین
اوسمین سے ایک یہہ حدیث ہے عَنْ اَبِی ھُرَیْرَةَ قَالَ النَّبِیُّ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی
الْجُمُعَةَ فَصَلّٰی مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا
بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ یعنی ابوہریرہ نے نبی صلی الله
علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی کہ جسنے غسل کیا اور جمعہ مین آیا اور جتنی تقدیر مین تہی نماز
پڑہی اور خاموش رہا خطبہ سے فارغ ہونے تک پہر امام کے ساتھہ نماز پڑہی اوسکے
گناہ بخشے گئے اس جمعہ سے جمعہ گذشتہ تک اور تین دن کے اور زیادہ رواہ المسلم
اے سبحان الله خدا اور اوسکے رسول نے ہمکو سطرح آسانی کے ساتھہ راہ نجات
بتائی مگر وائے ہماری غفلت اور بیخبری پر کہ کچھہ نہین سمجھتے اور طاعت حق نہین
کرتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی اے
الله مین سوال کرتا ہون تجہہ سے کہ بخش گناہونکو اور سلامتی دے امور دین و دنیا و آخرت
مین ۔

سو منو کچھہ خدا کا خوف کرو	اے قہر و غضب سے اوسکے ڈرو
حکم اوسکا بجان و دل مانو	خوار و ناچیز اپنے کو جانو

حال گذری سب امم کا تم دیکھو	مسخ قومین ہوئین ذرا سمجھو
عمل بد کو چھوڑ دو للّٰہ	ورنہ پاؤگے عاقبت مین سزا
باتین سب دین کی اختیار کرو	بس اسی پر جیو اسی پہ مرو
فسق کو چھوڑ کر بنو انسان	یہی اسلام کا ہے ایک نشان
بندگی باعث سعادت ہے	مومنون کی نماز عادت ہے

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس یعنی جب کوئی مسجد مین آوے تو دو رکعت بیٹھنے سے پہلے ادا کرے - ولے بر حال ان کے جو مسجد مین پہونچتی ہی بیٹھ جاتے ہین - اور ام ہانی دختر ابی طالب نے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے بروز فتح مکہ میرے مکان مین اٹھ رکعت نماز پڑہی اور پہر اوسکے بعد مین نے حضرت کو کبھی نماز چاشت پڑہتے نہین دیکھا - اور نووی نے کہا ہے کہ نماز چاشت سنت موکدہ ہے اور کم سے کم چاشت دو رکعتین ہین اور پوری اٹھ اور اوسط چار - اور چونکہ حضرت چاشت کی نماز گاہ گاہ مکان مین پڑہا کرتے تھے اس سبب سے جسنے نہ دیکھا اوسنے نماز چاشت سے انکار کیا اور بدعت کہا مگر ہمارے نزدیک اوسکے مستحب ہونے مین کوئی شک نہین اور جمہور علما اوسکے مستحب ہونیکے قائل ہین - ابوہریرہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے تین باتون کی وصیت کی ایک ہر ماہ مین تین روزے رکھنا دوم دو رکعت چاشت کی پڑہنا سوم وتر کا پڑہنا قبل سونے کے جسکو عادت تہجد کی نہو ورنہ بعد نماز تہجد کے اور یہی عادت رسول اللہ صلعم کی تھی اور حضرت نماز تہجد مین لمبی قرارت فرمایا کرتے تھے اور نماز تراویح کی نسبت ارشاد نبوی ہے -

مَنْ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ یعنی جو رمضان کی
رات مین نماز پڑہے ایمان اور ثواب کی راہ سے اوسکے گناہ بخشے جاینگے - اور
ابو ہریرہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم رمضان مین تراویح پڑہنے کے لئے ترغیب
دیتے تہے - اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتے ہین کہ مین نے تین روز تک
رسول اکرم کو مسجد مین جماعت کے ساتھہ تراویح پڑہتے ہوے دیکہا اور روزانہ جماعت مین
ترقی اور کثرت آدمیون کے ہونے لگی آخر کو چوتہے روز حضور نماز تراویح کیواسطے باہر
نہ برآمد ہوے کہ یہ نماز فرض ہو جاے اور عدد رکعات کی نسبت علما کا اختلاف ہے
کوئی اٹھہ رکعت کہتا ہے کوئی بارہ کوئی بیس اور تعداد اخر تک سیاح لکہا ہے اور
یہی جاری ہے - اور شب قدر کی نسبت رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ اس رات مین جو
جاگتا اور عبادت کرتا ہے اوسکے گناہ بیشمار درگاہ پروردگار سے بخشے جاتے ہین
نماز عیدین کو امام شافعی نے سنت موکدہ کہا ہے اور امام ابو حنیفہ نے واجب رسول خدا
خطبہ سے پہلے دو رکعت عیدین کی پڑہا کرتے تہے اسیطرح نماز استسقا پر علما کا اجماع ہے
اور اوسکو سنت کہتے ہین اور صحیحین مین متواتر حدیثین ہین جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضور نبوی نے دو رکعت استسقا ادا کی ہے اور اوسمین تین قسمین ہین اول صرف دعا
بغیر نماز کے دوسرے خطبہ جمعہ مین یا نماز فرض کے بعد دعا کرنا اور یہ اول سے اولی ہے
اور تیسرے دو رکعت ادا کرنا اور دو خطبے پڑہنا اور اوسکے قبل اور بعد صدقہ دینا
روزہ رکہنا توبہ کرنا اور نیکیان اور خیرات کرنا اور استسقا کے لئے آبادی سے باہر نکلنا
مستحب ہے کیونکہ اسمین عاجزی اور تواضع پائی جاتی ہے - اور جناب رسالت مآب کسوف
اور خسوف کی نماز بہت طول پڑہا کرتے تہے - اور آپ نے حکم دیا ہے کہ جب تم

گہن دیکھو نماز پڑھو اور اللہ کی بزرگی اور برتری بیان کرو اور دعا کرو اور خیرات کرو
علما کا اسپر اجماع ہے کہ یہ نماز سنت ہے امام شافعی کہتے ہین کہ جماعت کے ساتھہ بھی
پڑہنا چاہیے اور حنفی کہتے ہین کہ فرداً فرداً پڑہین اور طول قرارت باتفاق علما افضل ہے
اور کسوف وخسوف مرادف ہین اور آفتاب ومہتاب کے لیے دونون لفظ کا بولنا
صحیح ہے اور بعض کا قول ہے کہ آفتاب کے لیے کسوف اور چاند کے لیے خسوف کہنا
چاہیے - اور نماز جنازہ کو تمام علما نے فرض کفایہ کہا ہے اور جماعت کے ساتھہ پڑہنا چاہیے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرتے وقت جو آنکھہ مردے کی کھلی رہ جاتی
ہے اوسکی یہ وجہہ ہے کہ روح کے پیچھے نگاہ اوسکی لگی رہتی ہے - اور امام ابو حنیفہ کے
نزدیک نماز اوسوقت تک نہ پڑہین کہ طلوع وغروب اور کمال آفتاب کا وقت رفع
ہو جائے - اور لیث نے بھی اوقات نہی مین نماز کو مکروہ کہا ہے - اور میت کو اچھا
کفن دینا چاہیے اور اچھے سے یہ مراد نہین ہے کہ اسراف کیا جائے اور بیش قیمت کپڑا
ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ کپڑا پاک اور صاف جسم کے ڈہانکنے کے لایق اور متوسط القیمت ہو -
اور جنازہ جلد لیکر چلنا مستحب ہے نہ دوڑنا - اور جنازہ کا اوٹھانا فرض کفایہ ہے اور اسپر اتفاق ہے
کہ مرد ہی اوٹھاوین اگرچہ عورت کا جنازہ ہو - اور جو شخص حاضر رہے جنازہ کے ساتھہ نماز تک اوسکو
ایک بڑے پہاڑ کے برابر ثواب ہے اور جو دفن تک حاضر رہے اوسکو دو کلان پہاڑونکی برابر ثواب ہوتا
ہے - اور جسکو بعد مردن بخیر یاد کرین یہ علامت جنتی ہونیکی ہے - اور جس جنازہ پر چالیس یا چالیس سے
زائد نمازی جمع ہون اوسکی مغفرت کی امید ہوتی ہے اسکا ذکر حدیث مین بھی ہے اور میت کے لیے صلوٰۃ
الہول بہت مفید ہے اس سے عذاب قبر مردہ پر کم ہوتا ہے اور ترکیب اوسکی یہ ہے کہ بعد نماز مغرب
دو رکعت کی نیت کرے اور بعد سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی ایکمرتبہ اور سورہ الہاک گیارہ دفعہ اور

سورہ اخلاص گیارہ بار اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور مردہ کو ثواب بخشے اس نماز سے وہ رات اوسپر آسان ہوگی فشار قبر نہوگا بلکہ لکھا ہے کہ اپنے واسطے بھی انسان پڑھ سکتا ہے اس مختصر رسالہ مین ارکان نماز عمداً راقم نے نہین لکھے بہت طول ہوجاتا سوا اسکے مسلمانونکے والدین یا اونکے عزیز واقارب بچپن مین نماز تعلیم کردیتے مین اور اردو مین بہت رسالہ چھوٹے بڑے موجود ہین جس سے آدمی استفادہ حاصل کرسکتا ہے اور یہ رسالہ تو مختصر قوم کی تحریک و تحریص یعنی رغبت دلانے اور حرص بڑھانے کیواسطے تحریر کیا ہے تاکہ وہ فوائد نماز سے واقف ہوکر اوسکے پابند ہون

اے خدائے جہان و عالم کل	شاہ کون و مکان و حاکم کل
تو ہے سب کا مسبب الاسباب	کھولدے ہم پہ خیر کے ابواب
خصلت نیک تو ہمین دیدے	اور بچا ہمکو عادت بد سے
کار بد سے بچا ہدایت کر	نیک کامون مین بہر حمایت کر
عمل نیک کے رہین پابند	تاکہ اسلام سب کو آئے پسند
نفس امارہ پر رہین غالب	اور افعال نیک کے طالب
یاد مین تیرے سب رہین مصروف	تاکہ صلحا مین نام ہو معروف
رحم کر عاصیون پہ رب غفور	نور ایمان سے قلب کر معمور
بھی انجم کی ہے دعا دن رات	اہل اسلام تیرے پائین نجات

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

تاریخ طبعزاد المعی زبان مولوی شیخ وارث علی صاحب المتخلص بہ حیران رسس سحور ضلع فرخ آباد

حامی دین چو انجم ذی فیض — زد رقم این رسالہ ممتاز

گفت حیران سنش زرد ومی ہدی — این کتاب است در بیان نماز

۱۳۱۵ھ

مصنفہ جناب سید فیاض علی صاحب ولد مولف

انجم نے یہ رسالہ لکھا واہ کیا نظیر — کچھ شک نہیں کہ ہادی راہ نجات ہے
فیاض نے زرد و طرب لکھا یہ سال — آئینہ سراد کتاب الصلوٰۃ ہے

۱۳۱۵ھ

یہ انجم نے از بہر نفع انام — رسالہ بہت خوب عمدہ لکھا
لیے سال تاریخ فیاض نے — کتاب الصلوٰۃ مصحص الحق کہا

۱۳۱۵ھ

تمت

در مطبع گلزار ابراہیم طبع شد